

اولوالامر

(امیر، صاحب منصب، علماء)

کو نصیحت کرنے کے آداب

Urdubookdownload.wordpress.com

مرتب

عبداللہ مبارک

اولوالامر

(امیر، صاحب منصب، علماء)

کو نصیحت کرنے کے آداب

مرتب

عَبْدُ اللَّهِ مُنَاجِبُ

اولوالامر
(امیر، صاحب منصب، علماء)
کو نصیحت کرنے کا طریقہ

نام کتاب

مولانا سید عبدالوہاب شاہ

مرتب

ابو محمد شیرازی

کمپوزنگ، ڈیزائننگ

یوٹیوب سرچ میں

Nukta Guidance

لکھ کر یوٹیوب چینل وزٹ کریں۔

یہ کتاب ابھی شائع نہیں ہوئی، اگر کوئی شائع کرنا چاہے تو رابطہ کر سکتے ہیں۔

شعبہ نشر و اشاعت

Email: sherazi313@gmail.com

0321-5083475

0313-5683475

0322-2984599

آدَاتُ الصَّدِيقِ

Urdubookdownload.wordpress.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مہیّد

قرآن حکیم میں اللہ، رسول کی اطاعت کے ساتھ ساتھ اولوالامر کی اطاعت کا حکم بھی دیا ہے۔
 اولوالامر لغت میں ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جن کے ہاتھ میں کسی چیز کا نظام و انتظام ہو۔
 اولوالامر سے کیا مراد ہے، اس میں مفسرین اور محدثین کے بے شمار اقوال ہیں، جن کا خلاصہ
 یہی نکلتا ہے کہ اولوالامر کا مصداق ہر درجہ کے حاکموں پر ہوتا، چنانچہ خلیفہ وقت جس کو حکومت عامہ
 حاصل ہے بدرجہ اولیٰ اس لفظ کا مصداق ہے، بلکہ جب بھی اولیٰ الامر بولا جائے گا تو اس کے متبادل معنی
 خلیفہ ہی ہوں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر لیول کے حاکموں یہاں تک کہ علماء اور فقہاء کے لیے بھی
 یہ لفظ ایک خاص اعتبار سے بولا جاتا ہے۔

چونکہ ہم سب انسان ہیں اس لیے انسانوں سے غلطیاں بھی ہوتی رہتی ہیں، اور سب کی
 عقلیں ایک جیسی نہیں ہیں اس لیے اختلافات بھی ہو سکتے ہیں۔ مسئلہ اس وقت خراب ہوتا ہے جب ہم
 غلطی کی اصلاح کرتے ہوئے خود کئی غلطیوں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ یا اختلافات کو حل کرتے کرتے
 تفرقے کا باعث بن جاتے ہیں۔ جب تک مسلمانوں کے سروں پر خلافت کی چھتری قائم تھی اس وقت
 تک اگرچہ کسی بھی شخص کو دلائل کے ساتھ اختلاف کرنے کی گنجائش تو تھی لیکن کسی کو امیر کی اطاعت سے
 ہاتھ کھینچنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ اس معاملے میں اتنی سختی تھی کہ کوئی شخص مسلمانی کا دعویٰ کرے اور
 صدیق اکبر، یا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کا نا کرے اس کا تصور کرنا ممکن نہیں تھا، یہی وجہ
 تھی کہ مسلمانوں متحد بھی تھے اور مضبوط بھی۔ جب کوئی امیر کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انکار کرتا تھا تو
 اسی بات پر جنگ ہو جایا کرتی تھی۔

اب چونکہ خلافت کی چھتری ہمارے سروں پر نہیں اس لیے اگرچہ ہمارے ہاں دینی جماعتوں
 اور تنظیموں کی وہ حیثیت تو نہیں کہ کوئی کسی جماعت یا تنظیم کی بیعت یا جماعت کے سربراہ سے وفاداری کا

حلف توڑ نہیں سکتا، یا جماعت کو چھوڑ نہیں سکتا، لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اختلاف کرنے، یا دینی قائدین کے آداب و احترام کے پیمانے بھی بدل گئے ہیں، یا ہم اب اختلاف کرنے یا کسی کو نصیحت کرنے میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ و اسلاف کے منہج کے پابند نہیں رہے۔ جب ہم نے کلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھا ہے، اور صحابہ کی راہوں پر چلنے میں اپنی کامیابی کا یقین بھی ہے، اور اسلاف و اکابر امت پر فخر بھی ہے تو ہمیں اس منہج کو بھی کسی صورت ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک پہنچا، جسے صحابہ نے اختیار کیا اور ہمارے اسلاف جس کی تبلیغ کرتے رہے۔

ہماری یہ بہت بڑی بد قسمتی اور افسوس کا مقام ہے کہ ہماری مروجہ سیاسی جماعتوں میں جس طرح ایک دوسرے پر الزامات، بہتان تراشی اور دوسروں کو رسوا کرنے کا جو سلسلہ پہلے کم پیمانے پر ہوتا تھا اب کچھ نئی جماعتوں کی انٹری کے بعد اور سوشل میڈیا تک ہر بندے کی رسائی کے بعد یہ سلسلہ بڑے پیمانے پر شروع ہو چکا ہے۔ چنانچہ یہ بات نہ صرف مشاہدے بلکہ عملی تجربے میں بھی آئی ہے کہ فیس بک پر انتہائی خاموش طبع انسان بھی کچھ نہ کچھ غلط صحیح پوسٹ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جو غلط زبان اور مخالفین کو ذلیل کرنے کی روش پہلے صرف مروجہ سیاسی جماعتوں میں پائی جاتی تھی، اب وہ مذہبی اور دینی جماعتوں اور ان کے کارکنوں میں بھی پیدا ہو چکی ہے۔ چنانچہ فیس بک پر ہر وقت ایک جنگ کا سماں ہوتا ہے۔ نہ کسی کی عزت محفوظ رہتی ہے اور نہ کسی کا مقام، پگڑیاں اچھالی جاتی ہیں، اور خاص اختلافات کو ہر غیر متعلقہ لوگوں کے سامنے کھول کر رکھ دیا جاتا ہے۔

بحیثیت مسلمان اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرد ہونے کے ناطے ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم اس معاملے میں بھی سنت رسول، اور منہج رسول و صحابہ کو نہ چھوڑیں، جو غلطیاں ہو چکی ان پر اللہ سے معافی مانگیں اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم کریں۔ زیر نظر مضمون میں اس حوالے ہم یہ جاننے کی

کوشش کریں گے کہ اسلام اس معاملے میں ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے اور ہمارے اکابرین امت کا کیا طریقہ تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم

بالتی هی احسن

اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ دعوت دو، اور اچھے وعظ کے ساتھ دعوت دو، اور بحث کی ضرورت ہو تو وہ بھی عمدہ اور باوقار طریقے سے کرو۔

بیعت کے مقتضیات میں یہ بات شامل ہے کہ اولی الامر اور صاحب منصب لوگوں کو نصیحت کی جاتی رہے۔ چنانچہ تمیم داری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

وعن تمیم الداری رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال: الدین

النصيحة. قلنا: لمن، قال: ولكتابه ولرسوله والأئمة المسلمين وعامتهم. (رواه مسلم)

فرمایا: دین سراسر خیر خواہی ہے۔ ہم نے کہا کس کے لیے۔ تو فرمایا: اللہ کی کتاب، اس کے رسول، مسلمانوں کے ائمہ اور عام مسلمانوں کے لیے۔
ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مناصحة ولاة الأمر فلم يختلف العلماء في وجوبها اذا كان

السلطان يسمعها ويقبلها (الاستذکار 8/579)

امراء اور لیڈروں کو نصیحت کرنا واجب ہے اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے جبکہ صاحب

منصب اسے سنے اور قبول کرے۔

امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں مسلمانوں کے ائمہ کو نصیحت کرنی چاہیے، اور حق بات میں ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے، اور ان کی اطاعت کرنی چاہیے اور رفیق و لطف (انتہائی نرمی) کے ساتھ انہیں تنبیہ اور نصیحت کرنی چاہیے۔

صحیح مسلم میں جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

فرمایا:

ان الله يرضى لكم ثلاثاً ويسخط لكم ثلاثاً و يرضى لكم ان تعبدوه ولا تشركوا به شيئاً وان تعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا وان تناصحوا من ولاه الله امرهم ويسخط لكم ثلاثاً قيل وقال وكثرة السؤال واضاعة المال
اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تین باتوں کو پسند کرتا ہے اور تین باتوں کو ناپسند کرتا ہے۔ وہ پسند کرتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو آپس میں تفرقہ مت پیدا کرو اور اللہ نے جسے تمہارا حکمران بنادیا ہے اس سے خیر خواہی کرو۔ تین چیزیں تمہارے لئے ناپسند کرتا ہے۔ قیل وقال یعنی بلا مقصد بحث اور ہر مسئلہ میں بال کی کھال اتارنا۔ بہت زیادہ سوال کرنا اور مال ضائع کرنا (اسراف اور فضول خرچی سے منع کرتا ہے)

☆..... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

ليس منا من لم يرحم صغيرنا ويعرف شرف كبيرنا. (ابوداؤد)

وہ شخص ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا احترام نہ کرے۔

☆..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

أنزلوا الناس منازلهم. (ابوداؤد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو ان کا مقام دو۔ یعنی جو جس مقام اور مرتبے کا ہے اسے اس کا مقام دینا چاہیے، سب کو ایک ہی لاشی سے نہیں ہانکنا چاہیے۔

امیر یا صاحب منصب کو نصیحت کرنے کا طریقہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اولوالامر (امیر، صاحب منصب، علماء وغیرہ) کو نصیحت کرنے کا طریقہ اپنے ارشاد مبارک میں واضح اور دو ٹوک الفاظ میں بیان فرمایا ہے، جسے عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عن عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْصَحَ لِسُلْطَانٍ بِأَمْرٍ فَلَا يُدِدُ لَهُ عِلَاقَةً، وَلَكِنْ لِيَأْخُذَ بِيَدِهِ، فَيَخْلُوَ بِهِ، فَإِنْ قَبِلَ مِنْهُ فَذَاكَ، وَإِلَّا كَانَ قَدْ أَذَى الَّذِي عَلَيْهِ لَهُ. (اخرجه احمد في مسنده، والطبرانی في مسند الشاميين، والحكماء في المستدرک، والبيهقي في السنن الكبرى، والطبرانی في المعجم الكبير)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی امیر یا صاحب منصب کو نصیحت کرنا چاہتا ہو تو اعلانیہ (اور تشہیر کر کے) نہ کرے۔ بلکہ اس کا ہاتھ پکڑے (یعنی اس کے قریب تر ہو کر ون ٹو ون ملاقات کی صورت میں کرے) اگر تو وہ نصیحت کو قبول کر لے تو فہما، ورنہ نصیحت کرنے والے نے اپنا فرض ادا کر لیا۔

صحابہ کرام کا اسوہ:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ کا عمل

آپ حضرات کے علم میں ہوگا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آخری دور میں جو فتنہ کھڑا ہوا تھا جو بعد میں بہت بڑے سانحے پر منتج ہوا، اور پھر ختم نہیں ہو سکا، اس وقت کی بات ہے کہ کسی نے

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ حضرت عثمان سے بات کیوں نہیں کرتے؟ (یعنی آپ ان کو کیوں نہیں سمجھاتے کہ وہ اپنی یہ یہ غلطیاں دور کریں) تو انہوں نے کہا
 أَتَرُونَ أَنِي لَا أَكَلِمَةً إِلَّا أَسْمِعُكُمْ؟ وَاللَّهِ لَقَدْ كَلَّمْتُهُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ،
 مَا دُونَ أَنْ أَفْتَحَ أَمْرًا وَلَا أَحِبُّ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ، وَلَا أَقُولُ لِأَحَدٍ، يَكُونُ عَلَيَّ
 أَمِيرًا:

آپ کا خیال ہے میں تمہارے سامنے ان سے بات کروں گا، اللہ کی قسم میں نے ان سے تنہائی
 میں آداب کا خیال رکھتے ہوئے جو بات کرنی تھی کر لی ہے، میں اسے کھولنا نہیں چاہتا تاکہ میں کہیں ایسی
 بات کا سبب نہ بن جاؤں کہ جس کی ابتداء کرنے والا میں نہیں بننا چاہتا۔ (بخاری، مسلم)
 اس حدیث کی تشریح میں امام نووی، عیاض اور امام البانی نے کہا کہ: اسامہ بن زید کی مراد یہ
 تھی کہ وہ امام (امیر) کی مخالفت کھلم کھلا نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ نرمی اور خفیہ طریقے سے جو نصیحت کرنی
 تھی وہ کر لی ہے۔ (فتح الباری، وغیرہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان:

عن سعيد بن جبيرة رحمه الله قال: قال رجل لابن عباس رضي الله
 عنهما: آمر اميري بالمعروف؟ قال: إن خفت أن يقتلك، فلا تؤنب الامام، فإن
 كنت لا بد فاعلا فيما بينك وبينه. (رواه ابن ابى شيبه)
 ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کیا میں اپنے امیر کو معروف کا حکم کروں؟ تو ابن
 عباس نے فرمایا اگر تجھے قتل کا خوف ہو تو نہ کرو اور تم ضرور کرنا ہی چاہتے ہو تو ایسی رازداری سے کرو جو
 صرف تمہیں اور اس امیر کو پتا ہو۔

ان دور روایات سے ہمیں صحابہ کرام کا طریقہ پتا چلا کہ اگر امیر سے اختلاف ہو، یا کسی غلطی پر

متنبہ کرنا ہو تو یہ کام رازداری میں کرنا چاہیے، آداب کا خیال رکھنا چاہیے، اور ایسا چرچا نہیں کرنا چاہیے کہ ہر متعلقہ اور غیر متعلقہ لوگوں میں اس کا چرچا ہو۔

اولوالامر (امیر وغیرہ) کو نصیحت کرنے کی چار

صورتیں ہیں:

ایک: یہ کہ امیر کو اس طرح چھپ کر نصیحت کی جائے کہ صرف نصیحت کرنے والے اور امیر کو ہی پتا ہو۔

دوم: یہ کہ امیر کو لوگوں کے سامنے کھلم کھلا نصیحت کی جائے باوجود اس کے کہ خفیہ بھی کی جاسکتی تھی۔

سوم: یہ کہ امیر کو نصیحت تو خفیہ کی جائے لیکن پھر بعد میں اس کا لوگوں میں چرچا کیا جائے اور اسے پھیلایا جائے۔

چہارم: امیر کا رد اس کی پیٹھ پیچھے یعنی لوگوں کی مجلسوں، مواعظ، خطبات، اور دروس میں کیا جائے۔

اب ان چاروں صورتوں کا ہم جائزہ لیں گے۔

پہلی صورت:

یعنی امیر کو اس طرح چھپ کر نصیحت کی جائے کہ صرف نصیحت کرنے والے اور امیر کو ہی پتا ہو۔

اس طریقے سے امیر کو نصیحت کرنا یا اختلاف کرنا یہ اصل اور بہترین طریقہ ہے، اور یہی شریعت کا حکم اور ہمارے اسلاف کا منہج ہے جنہوں نے ہمیشہ اہل بدعت اور خوارج کی مخالفت اختیار

کی۔ اور اسی طریقے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا:

عن عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْصَحَ لِسُلْطَانٍ بِأَمْرٍ فَلَا يُبْدِلُهُ عِلَاقِيَّةً، وَ لَكِنْ لِيَأْخُذَ بِيَدِهِ، فَيَخْلُو بِهِ، فَإِنْ قَبِلَ مِنْهُ فَذَاكَ، وَإِلَّا كَانَ قَدْ أَذَى الَّذِي عَلَيْهِ لَهُ. (اخرجه احمد في مسنده، والطبرانی في مسند الشاميين، والحكام في المستدرک، والبيهقي في السنن الكبرى، والطبرانی في المعجم الكبير)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی امیر یا صاحب منصب کو نصیحت کرنا چاہتا ہو تو اعلانیہ (اور تشہیر کر کے) نہ کرے۔ بلکہ اس کا ہاتھ پکڑے (یعنی اس کے قریب تر ہو کر اونٹوں ملاقات کی صورت میں کرے) اگر تو وہ نصیحت کو قبول کر لے تو فہما، ورنہ نصیحت کرنے والے نے اپنا فرض ادا کر لیا۔

اس حدیث پاک میں نصیحت کرنے کا شرعی طریقہ بتایا گیا ہے کہ اعلانیہ اور برسر باز نصیحت نہ کی جائے بلکہ تخلیے میں نرمی کے ساتھ نصیحت کی جائے جیسا کہ اسامہ بن زید نے لوگوں کو جواب دیا تھا۔ اس طرح کھلم کھلا نصیحت کرنا امر منکر ہے اور فتنہ پر مبنی ہوتا ہے، جبکہ خفیہ طریقے سے نصیحت کرنا اصل طریقہ ہے جو خیر خواہی ہے اور فتنے کا سد باب ہے۔

شیخ ابن باز اسامہ بن زید والی روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لما فتحوا الشرف في زمن عثمان رضی اللہ عنہ، وانكروا على عثمان رضی اللہ عنہ، جهره تمت الفتنة والقتال والفساد الذي لا يزال الناس في آثاره الى اليوم حتى حصلت الفتنة بين علي و معاوية وقتل عثمان و علي بأسباب ذلك وقتل جم كثير من الصحابة و غيرهم بأسباب الانكار العلني و ذكر العيوب

علنا حتا أبغض الناس ولي امرهم وحتى قتلوه، نسأل الله العافية.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری زمانے میں جب لوگوں نے کھلم کھلا اور اعلانیہ ان پر تنقید کرنا شروع کی تو اسی سے فتنہ پیدا ہوا اور یہی فتنہ حضرت عثمان اور حضرت علی سمیت بے شمار صحابہ اور دیگر لوگوں کے قتل کا ذریعہ بنا، کیونکہ جب امراء پر اعلانیہ تنقید ہونے لگی، اور اعلانیہ ان کے عیوب بیان کیے جانے لگے تو لوگ غضبناک ہوئے اور معاملہ بڑھتے بڑھتے جنگ تک پہنچ گیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرتے ہیں (المعلوم 23)

☆..... حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ کا فرمان:

وعن سعيد بن جهمان قال: أتيتُ عبد الله بن أبي أوفى وهو محجوب البصر، فسَلَّمْتُ عليه، قالَ لي: مَنْ انت؟ فقلتُ: انا سعيد بن جُهمان، قال: فَمَا فَعَلَ وَالذُّك؟ قال: قلتُ: قَتَلْتَهُ الْأَزَارِقَةُ، قال: لَعَنَ اللَّهُ الْأَزَارِقَةَ، لعن الله الازارقة، حدثنا رسول الله ﷺ أَنَّهُمْ كِلَابُ النَّارِ، قال: قلتُ: الْأَزَارِقَةُ وَحَدُّهُمْ أَمِ الْخَوَارِجُ كُلُّهَا؟ قال: بل الخوارجُ كُلُّهَا. قال: قلتُ: فَإِنَّ السُّلْطَانَ يَظْلِمُ النَّاسَ، وَيَفْعَلُ بِهِمْ، قال: فَتَنَّاوَلْ يَدِي فَعَمَزَهَا بِيَدِهِ عَمَزَةً شَدِيدَةً، ثم قال: وَيَحْكُ يَا ابْنُ جُهمانَ عَلَيْكَ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ، عَلَيْكَ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ، إِنْ كَانَ السُّلْطَانُ يَسْمَعُ مِنْكَ، فَأَتِيهِ فِي بَيْتِهِ، فَأُخْبِرُهُ بِمَا تَعْلَمُ، فَإِنْ قَبِلَ مِنْكَ، وَالْأَفْدَعُهُ، فإِنَّكَ لَسْتَ بِأَعْلَمَ مِنْهُ (مسند احمد بن حنبل)

امام احمد نے اپنی مسند میں سعید بن جہمان سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے ملا، اور وہ ناپید ہوا چکے تھے، میں نے ان کو سلام کیا، تو انہوں نے کہا کون ہو تم؟ میں نے کہا سعید بن جہمان، تو انہوں نے کہا تمہارے والد کے ساتھ کیا ہوا؟ تو میں نے کہا ان کو

ازارقہ نے قتل کر دیا، تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو ازارقہ پر، اللہ کی لعنت ہو ازارقہ پر، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ وہ جہنم کے کتے ہیں، تو میں نے کہا ازارقہ اکیلا ہی یا سارے خوارج؟ تو انہوں نے کہا سارے خوارج۔ میں نے ان سے کہا: بے شک امیر لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور ایسا ایسا کرتا ہے۔ تو انہوں نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر زور سے دبایا اور فرمایا: ویسک یا ابن جھان۔ تم پر لازم ہے کہ سواد اعظم کو پکڑو، تم پر لازم ہے کہ سواد اعظم کو پکڑو، اگر امیر تیری بات سنتا ہے تو ”اس کے گھر میں جا کر اسے اطلاع دے“ اگر تیری بات مان لے تو ٹھیک ورنہ چھوڑ دے تو اس سے زیادہ نہیں جانتا۔

اس روایت میں ایک جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ نے کس طرح یہ بات سمجھائی کہ امیر کو نصیحت خفیہ کرنی چاہیے نہ کہ اعلانیہ۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت یافتہ جماعت تھی، ان کا قول و فعل ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

☆..... ابن نحاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يختار الكلام مع السلطان في الخلوة على الكلام معه على رؤوس الأَشْهاد.

امیر یا صاحب منصب کو خلوت میں جا کر سمجھانا زیادہ بہتر ہے اس سے کہ سب کے سامنے سمجھایا جائے۔ (تنبیہ الغافلین)

☆..... امام شوکانی فرماتے ہیں:

ينبغي لمن ظهر له غلط الامام في بعض المسائل أن ينصحه ولا يظهر الشناعة عليه ولي رؤوس الأَشْهاد بل كما ورد في الحديث أنه يأخذ بيده ويخلو به ويبذل له النصيحة ولا يذل سلطان الله.

جس شخص کو امیر کی کوئی غلطی نظر آئے تو وہ اسے تنہائی میں سمجھائے اور اس کی برائی کو سب کے

سامنے نہ اچھالے جیسا کہ حدیث (اوپر عیاض والی حدیث) میں طریقہ بتایا گیا ہے، اور امیر کو ذلیل نہ کرے۔ (السیل 4/556)

ہمارے اسلاف سے یہی منقول ہے کہ صاحب منصب اور امراء سے جو گناہ سرزد ہوتے ہیں ان سے کفر اور ان کے خلاف خروج لازم نہیں آتا، بلکہ ان کو شرعی طریقے سے نصیحت کرنا ہی واجب ہے جو انتہائی نرمی سے ہو اور مجالس اور لوگوں کے مجموعوں میں تذکرے نہ کیے جائیں۔ (نصیحت مہمۃ 30)

☆..... علامہ سعدی فرماتے ہیں:

وقال العلامة السعدی رحمہ اللہ: علی من رأى منهم ما لا يحل أن ينہم سرّاً لا علناً بلطف وعبارة تليق بالمقام. (الرياض الناضرة 50)

جو شخص کوئی ناگوار بات دیکھے تو خفیہ طریقے سے تنبیہ کرے نہ کہ اعلانیہ۔ نرمی کے ساتھ اور اس کے شایان شان کلمات کے ساتھ نصیحت کرے۔

☆..... شیخ ابن باز فرماتے ہیں:

الطريقة المتبعة عند السلف النصيحة فيما بينهم وبين السلطان والكتابة اليه او الاتصال بالعلماء الذين يتصلون به حتى يوجه الى الخير. وانكار المنكر يكون من دون ذكر الفاعل فينكر الزنى وينكر الخمر وينكر الربا من دون ذكر من فعله ويكفى انكار المعاصي والتحذير منها من غير ذكر أن فلاناً يفعلها لا حاكم ولا غير حاكم (المعلوم 22)

امیر یا صاحب منصب کو نصیحت کرنے کا جو طریقہ ہمارے اسلاف سے منقول ہے وہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ خط کتابت کی جائے، یا جو علماء امیر کے مقربین ہیں ان کے واسطے سے نصیحت کی جائے کہ وہ خیر کی طرف امیر کو متوجہ کریں۔ اور کسی منکر کا انکار فاعل کا ذکر کیے بغیر ہی ہونا چاہیے۔ لہٰذا

زنا، شراب، سود پر رد اس انداز سے کیا جائے کہ نہی عن المنکر اور اللہ کا ڈراوا تو ہو لیکن فاعل کا تذکرہ نہ کیا جائے۔

دوسری صورت:

امیر کو لوگوں کے سامنے کھلم کھلا نصیحت کی جائے باوجود اس کے کہ خفیہ بھی کی جاسکتی تھی۔

یہ صورت حرام ہے کیونکہ:

1- عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ والی حدیث کے خلاف ہے جس میں غلوت کا حکم اور اعلانیہ کی ممانعت ہے۔

2- ائثار صحابہ اور اسلاف کے طریقے کے خلاف ہے جیسے اسامہ بن زید اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما وغیرہ کا فرمان اور عمل تھا۔

3- اس وجہ سے بھی حرام ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: من اهان سلطان اللہ فی الارض اهانہ اللہ (ترمذی) جس نے امیر کی اہانت کی اللہ اسے ذلیل کرے گا۔

☆..... شیخ صالح بن عبدالعزیز بن عثیمین، مقاصد اسلام میں لکھتے ہیں:

جب امراء کے پیچھے باتیں ہونی شروع ہو جائیں، اور کھلم کھلا نصیحتیں کی جانے لگیں اور اس کی تشہیر کی جانے لگے اور ان کو ذلیل کیا جانے لگے تو اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ اس طرح کرنے والوں کو ذلیل کرے گا۔

☆..... شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اذا صدر المنکر من امیر او غیرہ ینصح برفق خفیة ما یتشرف ای ما یتطلع علیہ احد فان وافق والا استلحق علیہ رجلا یقبل منه بخفیة. (نصیحة مهمة 33)

جب کسی امیر وغیرہ سے کوئی منکر سرزد ہو جائے تو نرمی اور چھپ کر نصیحت کرنی چاہیے۔ اگر مان جائے تو ٹھیک ورنہ کسی شخص کے واسطے سے خفیہ نصیحت کرے۔

تیسری صورت

امیر کو نصیحت تو خفیہ کی جائے لیکن پھر بعد میں اس کا لوگوں میں چرچا کیا جائے اور اسے پھیلایا جائے۔

یہ صورت حرام ہے کیونکہ:

1- یہ عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ والی حدیث کے خلاف ہے جس میں خلوت کا حکم اور اعلانیہ کی ممانعت ہے۔

2- یہ اثار صحابہ اور اسلاف کے طریقے کے خلاف ہے جیسے اسامہ بن زید اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما وغیرہ کا فرمان اور عمل تھا۔

3- یہ ریا کاری ہے اور اخلاص کی کمی ہے۔

4- یہ فتنہ ہے، اور جماعت میں تفرقہ اور پھوٹ ڈالنے کی کوشش ہے۔

5- امیر کی اہانت ہے جس پر اللہ کی طرف سے سخت وعید آئی ہے (جیسا کہ اوپر حدیث گزر

چکی ہے)

☆..... صالح بن عبدالعزیز عثمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب امیر یا صاحب منصب کے بارے اس کی پیٹھ پیچھے بات کی جائے، یا علی الاعلان اور تشہیر کی صورت میں نصیحت کی جائے تو یہ اس کی اہانت ہے جس پر اللہ کی طرف سے وعید آئی ہے لہذا اس حوالے سے ان باتوں کی رعایت کرنا ضروری ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کر لیا ہے (مقاصد

اسلام 393)

چوتھی صورت

امیر کا ”رذ“ اس کی پیٹھ پیچھے یعنی لوگوں کی مجلسوں، مواعظ، خطبات، اور دروس (یعنی پبلک پلیس) میں کیا جائے۔
یہ صورت بھی حرام ہے کیونکہ:

1- یہ غیبت ہے اور بہتان ہے۔ اور ان دونوں چیزوں سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

2- یہ اس لیے بھی جائز نہیں کہ اس طرح لوگوں میں چرچا کرنے سے فتنہ و فساد کھڑا ہوتا ہے
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
أَلَا أُنبِئُكُمْ مَا اللَّعْضَةُ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ: الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ.

کیا میں تمہیں بتاؤں لعنہ کیا ہے؟ وہ چغلی ہے یعنی لوگوں میں چرچا کرنا۔ (مسلم)

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ انه قال: أتدرون

مَا اللَّعْضَةُ؟ قالوا اللہ ورسوله اعلم. قال: نقل الحديث من معض الناس الى بعض ليفسد بينهم.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو ”العنہ“ کیا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں۔ تو فرمایا: کچھ لوگوں کی باتوں کو دوسرے لوگوں تک اس لیے پہنچانا کہ فساد پیدا ہو۔

(ہو سکتا ہے کوئی اس نیت سے نہ پہنچا رہا ہو لیکن اس کے عمل سے فساد اور تفرقہ اور ایک دوسرے سے بغض و عداوت اور نفرت پیدا ہوتی ہو تو بھی اس سے بچنا چاہیے)

3- یہ چوتھی صورت بھی عیاض بن غنم کی اس حدیث کے خلاف ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

4- آثار صحابہ اور اسلاف کے طریقے کے خلاف ہے۔

5۔ امیر کی اہانت ہے جس کی ممانعت کی گئی ہے۔

6۔ یہ اس لیے بھی جائز نہیں کہ یہی چیز بڑھتے بڑھتے لڑائی جھگڑے اور گالم گلوچ، اور قتل قتال

تک پہنچا دیتی ہے۔ (جیسا کہ اکثر ہم مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ ہم خیال اور ایک ہی نظریے کے لوگ اس طرح کی حرکتوں سے آپس میں لڑ پڑتے ہیں)۔

☆.....عبداللہ بن عکیم الجحنی

ابن سعد نے عبداللہ بن عکیم الجحنی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

لَا أُعِينُ عَلَى دَمِ خَلِيفَةِ ابْدَا بَعْدَ عَثْمَانَ. فَقِيلَ لَهُ: يَا أَبَا مَعْبُدٍ أَوْ أَعْنَتُ

عَلَى دَمِهِ؟ فَيَقُولُ اأُنِي أَعِدُ ذَكَرَ مَسَاوِيهِ عُونًا عَلَى دَمِهِ.

میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد آئندہ کسی خلیفہ کے قتل میں مدد نہیں کروں گا۔ تو

کسی نے حیرانگی سے پوچھا کیا آپ نے عثمان کے قتل میں مدد کی؟ تو انہوں نے کہا میں صرف باتیں کرنے کو بھی قتل کے مساوی سمجھتا ہوں۔

لہذا ہمیں یہاں رک کر ذرا سوچنا چاہیے کہ کسی کے قتل میں اعانت بات سے بھی ہوتی ہے۔

امراء اور صاحب مناصب لوگ محض معاصی کے ارتکاب سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج

نہیں ہو جاتے، بلکہ ایسی صورت میں شرعی اور ماثور طریقے سے نصیحت کرنا ہی بہتر ہوتا ہے، اور وہ

نصيحت ایسی ہو جس میں خیر خواہی ہو، نرمی اور لطف و کرم والا معاملہ ہو، نہ کہ لوگوں کے مجھوں میں یا ایسے

پلیٹ فارم پر جہاں ایک بار بات کہہ دی جائے تو واپس لوٹنا مشکل ہو جاتا ہے، جیسے سوشل میڈیا وغیرہ

کیونکہ اس سے لوگوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت اور بغض پیدا ہوتا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کیا امیر کے خلاف خروج کرنا یا خروج کی دعوت دینا صرف تلوار کے ساتھ ہی ہوتا ہے؟

☆.....علامہ عبدالعزیز الراجی فرماتے ہیں:

وَسُئِلَ الْعَلَامَةُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الرَّاجِحِيُّ: هَلْ الْخُرُوجُ عَلَى الْحُكَّامِ يَكُونُ بِالسَّيْفِ فَقَطْ أَمْ يَكُونُ بِاللِّسَانِ أَيْضاً كَمَا يَنْتَقَدُّ الظُّلْمَ مِثْلًا أَوْ مَنْ يَطَالِبُ بِتَغْيِيرِ الْمَنَكِرَاتِ عَلَانِيَةً عَنْ طَرِيقِ الْأَعْلَامِ وَالْقَنَوَاتِ الْفَضَائِيَّةِ.

فأجاب: نعم الخروج على الولاة يكون بالقتال وبالسيف ويكون ايضا بذكر المعيب ونشرها في الصحف، او فوق المنابر، او في الانترنت، في الشبكة او غيرها، لأن ذكر المعاييب هذه تبغض الناس في الاحكام ثم تكون سببا في الخروج عليهم. امير المومنين عثمان رضى الله عنه لما خرج عليه (الثوار) نشروا معاييبه أولاً بين الناس وقالوا: انه خالف الشيخين الذين قبله ابو بكر وعمر، وخالفهما في التكبير وأخذ الزكاة على الخيل وأتم الصلاة في السفر وقرب أولياءه هو أعطاهم الولايات. فجعلوا ينشرونها فاجتمع (الثوار) ثم أحاطوا ببيته وقتلوه.

فلا يجوز للانسان أن ينشر المعاييب هذا نوع من الخروج، فإذا نُشرت المعيب. معاييب الحكام والولاة على المنابر، وفي الصحف، والمجلات، وفي الشبكة المعلوماتية أبغض الناس الولاة وألبوهم عليهم فخرج الناس عليهم. (شرح المختار في اصول السنة للراجحي 289)

عالم عرب کے مشور عالم علامہ عبدالعزیز الراجی سے پوچھا گیا کہ کیا حکام کے خلاف خروج صرف تلوار کے ساتھ ہی ہوتا ہے یا کسی اور طریقے سے بھی؟

تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں امراء کے خلاف خروج جنگ و جدال اور تلوار کے ساتھ بھی ہوتا

ہے اور ان کے عیوب کو بیان کرنے اور ان کی تشہیر کرنے سے بھی چاہے وہ تشہیر پرنٹ میڈیا پر ہو یا الیکٹرانک میڈیا پر، چاہے وہ منبر و محراب پر ہو یا انٹرنیٹ پر۔ کیونکہ اسی سے لوگوں میں غصہ پیدا ہوتا ہے اور پھر نوبت خروج تک پہنچ جاتی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا، پہلے ان کے خلاف پروپیگنڈا کیا گیا اور ان کے خلاف لوگوں میں خوب چرچا کیا گیا اور کہا گیا کہ حضرت عثمان نے وہ راستہ چھوڑ دیا ہے جو حضرت ابوبکر اور عمر کا تھا، اب یہ گھوڑوں پر بھی زکوٰۃ وصول کر رہے ہیں، سفر میں پوری نماز پڑھتے ہیں، رشتہ داروں کو نوازتے ہیں، اور ان کو حکومتی مناصب پر بٹھا رہے ہیں۔ چنانچہ اس قسم کی باتوں کو پہلے خوب پھیلا یا گیا اور پھر ان کے گھر کا گھیرا کیا گیا اور ان کو شہید کر دیا گیا۔ (شرح البخاری فی اصول السنۃ للراجحی 289)

☆..... علامہ احمد النجفی فرماتے ہیں:

وقال العلامة احمد النجفی رحمه الله: والخروج عليهم ينقسم

الى قسمين:

١. خروج فعلى بالسيف وما فى معناه.

٢. خروج قولی: أن يتكلم الانسان فى ولاية الامر، ويقدم فىهم،

ويذمهم، دعوة الى الخروج عليهم. (فتح الرب الغنى بتوضیح شرح السنۃ

للمزنى 51)

امیر کے خلاف خروج دو طرح کا ہوتا ہے۔

1۔ ایک تلوار کے ساتھ۔

2۔ خروج قولی، یعنی انسان امیر کے بارے کلام شروع کر دے اور اس کی مذمت شروع

کر دے تو یہ دراصل خروج کی طرف دوسروں کو دعوت دینا ہے۔

یہ بات بالکل درست ہے کیونکہ اکثر خروج اور قتل قتال اور لڑائی جھگڑے کی نوبت بعد میں آتی ہے پہلے زبان سے ہی آغاز ہوتا ہے۔

☆.....علامہ محقق ابن عثیمین فرماتے ہیں:

لا یمكن خروج بالسيف الا وقد سبقه خروج باللسان

خروج بالسيف اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک خروج باللسان نہ ہو۔ کیونکہ لوگ اس وقت تک لڑنے بھڑنے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتے جب تک کہ ان کو ابھارا نہ جائے۔

☆.....علامہ صالح الفوزان سے پوچھا گیا کہ

کیا خروج باللسان بھی خروج بالسيف ہی کی طرح ہے؟

الخروج على الحاكم بالقول قد يكون اشد من الخروج بالسيف، بل الخروج بالسيف مترتب على الخروج بالقول.

تو انہوں نے فرمایا: خروج بالقول زیادہ سخت ہے خروج بالسيف سے، بلکہ خروج بالسيف دراصل خروج بالقول ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

☆.....علامہ مجاہد ربیع بن ہادی سے یہی سوال پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

بداية الخروج بالكلام، الكلام في تهيج الناس وتشويهم وشنهم والقاء البغضاء بين الناس، هذه فتنة قد تكون اشد من السيفها يكون السيف

خروج کا آغاز ہی کلام سے ہوتا ہے۔ کیونکہ کلام ہی لوگوں کو ابھارتا بھی ہے اور ان کے دلوں میں امیر سے بغض پیدا کرتا ہے، کلام کا فتنہ سیف کے فتنے سے زیادہ سخت ہے۔

☆.....عبداللہ بن عکیم فرماتے ہیں:

لَأُعِينُ عَلَى دَمِ خَلِيفَةِ أَبَدَا بَعْدَ عِثْمَانَ: قَالَ فَيَقَالُ لَهُ: يَا أَبَا مَعْبُدٍ أَوْ أَعَنْتَ عَلَى دَمِهِ؟ فَقَالَ: إِنِّي لَأُعْذِرُكَرَ مَسَاوِيهِ عَوْنًا عَلَى دَمِهِ. (رواه ابن سعد في الطبقات 6/115،

واخرجه ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ 6/362 وغیرہما)

عبداللہ بن عکیم کہتے ہیں: میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے بعد کسی خلیفہ کے خون کرنے پر معاونت نہیں کی۔ ان سے کہا گیا اے ابو معبد! کیا آپ نے ان کے قتل کرنے پر معاونت کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ: میں ان کی کوتاہیاں بیان کرنے کو گویا کہ ان کے قتل پر معاونت شمار کرتا ہوں۔ (یعنی میں ان کی کوتاہیاں بیان کیا کرتا تھا، اور یہی قتل پر معاونت ہے)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امیر کے خلاف باتیں کرنا اور ان کے خلاف لوگوں میں چرچا کرنا، چاہے منبر و محراب کے ذریعے یا میڈیا کے ذریعے یہ درست عمل نہیں ہے کیونکہ اس سے لوگوں میں امیر کی اہانت اور عدم اطاعت پیدا ہوتی ہے جو فتنے اور تفرقے کا ذریعہ بنتی ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

جب لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ امیر یا صاحب منصب کے خلاف اس طرح محاذ نہیں قائم کرنا چاہیے تو وہ دلیل کے طور پر ترمذی کی وہ حدیث پیش کرتے ہیں جس میں فرمایا گیا ہے:

عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن من أعظم الجہاد کلمۃ عدلٍ عند سلطانٍ جائرٍ.

ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا بہت بڑا جہاد ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فرمان رسول برحق ہے، لیکن اصل مسئلہ اس حدیث کو سمجھنے کا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث میں عند سلطان کا لفظ ہے، عند یعنی پاس، سامنے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث اعلان پر دلالت نہیں کرتی۔ بلکہ ہمیں اس حدیث کو عیاض بن غنم

کی اس حدیث کے ساتھ ملا کر سمجھنا چاہیے جس میں اعلانیہ رد اور نصیحت سے منع کیا گیا ہے۔

☆..... امام احمد فرماتے ہیں:

نصیحت کرنے میں دو چیزیں ہونی چاہیے: 1- نرمی، 2- حاضری، یعنی آمنے سامنے نہ کہ

لوگوں میں چرچے۔

☆.....امام نووی فرماتے ہیں:

تنبیہ اور نصیحت نہایت نرمی سے ہونی چاہیے۔ (شرح مسلم)

☆.....علامہ ابن قیم فرماتے ہیں:

روساء کو ان کلمات اور اس طریقے سے مخاطب کرنا چاہیے جو شرعاً، عقلاً اور عرفاً مطلوب

ہے۔ (بدائع الفوائد)

☆.....عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:

ان الجماعة حبل الله فاعتصموا منه بعروته الوثقى.

جماعت اللہ کی رسی ہے، اس کو مضبوط کڑے کی طرح پکڑ لو۔ (آداب الشریعہ)

☆.....ابن رجب الحنبلی فرماتے ہیں:

ائمة المسلمین کی اصلاح کرنا، ان کی رہنمائی کرنا ان کو انصاف پر قائم رکھنا، حق پران کی مدد کرنا

اور منکر پران کو نصیحت اور تنبیہ کرنا ضروری ہے لیکن نہایت نرمی اور شفقت کے ساتھ، اور علیحدگی

میں۔ (جامع العلوم والحکم)۔

☆.....مشہور محدث امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

میں جب کسی کی کوئی خطا دیکھتا ہوں تو پردہ پوشی کرتا ہوں، اور اس کی طرف غلط طریقے سے

متوجہ نہیں ہوتا بلکہ تنہائی میں اسے سمجھاتا ہوں اگر مان جائے تو ٹھیک ورنہ چھوڑ دیتا ہوں۔ (سیر اعلام

النبلاء)

☆.....حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں کے سامنے کہا:

یا امیر المؤمنین: إنک أخطأت فی کذا وکذا، وأنصحک بکذا وبکذا
یا امیر المؤمنین آپ نے یہ اور یہ غلطی کی ہے، اور میں آپ کو یہ اور یہ نصیحت کرتا ہوں۔
تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إذا نصحتنی فانصهنی بینی وبینک، فإنی لا آمن علیکم ولا علی نفسی حین
تنصحنی علناً بین الناس.

جب تو مجھے نصیحت کرنا چاہے تو تنہائی میں کیا کر۔ کیونکہ اس طرح برسر عام نصیحت کرنے سے
شاید میں اپنے آپ پر قابو نہ پاسکوں اور تو مجھ سے محفوظ نہ رہ سکے۔

☆..... حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وكان السلف إذا أرادوا نصيحة أحد، وعظه سرًا، حتى قال بعضهم: من وعظ أخاه
فيما بينه وبينه، فهي نصيحة، ومن وعظه على رؤوس الناس فإنما وبخه.

ہمارے اسلاف جب کسی کو نصیحت کرنا چاہتے تو خفیہ نصیحت کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے تو
یہاں تک کہا ہے کہ: جس نے اپنے بھائی کو تنہائی میں نصیحت کی تو یہ نصیحت ہے، اور جس نے سب کے
سامنے کی تو یہ ملامت کرنا اور ذلیل کرنا ہے۔

☆..... فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

المؤمن يستر وينصح، والفاجر يهتك ويعير

مومن ستر رکھتا اور نصیحت کرتا ہے، جبکہ فاجر ہتک کرتا اور عار دلاتا ہے۔ (جامع العلوم 77)

فضیل بن عیاض کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے حافظ ابن رجب کہتے ہیں:

فهذا الذي ذكره الفضيل من علامات النصح، وهو ان النصح يقترب به الستر،
والتعيير يقترب به الإعلان.

یہ جو فضیل نے کہا یہ اصل نصیحت ہے، نصیحت میں پردہ پوشی ہوتی ہے جبکہ اعلان میں ہتک

اور عار ہوتی ہے۔ (الفرق بین النصیۃ والتعیر 36)۔

☆..... امام ابو حاتم بن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نصیحت ”سراً“ کرنا ہی ضروری ہے۔ کیونکہ جو اپنے بھائی کو اعلانیہ نصیحت کر رہا ہوتا ہے وہ اس کی برائی کر رہا ہوتا ہے (یا اس کو مزید برا کر رہا ہوتا ہے) اور جو خفیہ نصیحت کرتا ہے وہ اسے مزید مزین کر رہا ہوتا ہے (یا مزید اچھا کر رہا ہوتا ہے)۔ (روضۃ العقلاء 196)۔

☆..... عبدالعزیز بن ابی داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

پہلے لوگ جب نصیحت کرتے تھے تو نرمی سے کرتے تھے، چنانچہ ان کو اس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اجر ملتا تھا۔ اور اب، اب تو جلاتے ہیں، غصہ دلاتے ہیں، ہتک کرتے ہیں۔ (جامع العلوم 77)

☆..... امام ابن حزم فرماتے ہیں:

إذا نصحت فانصح سراً، لا جهرأ، أو بتعريض لا بتصريح، إلا لمن لا يفهم، فلا بُدَّ من التصريح له.

جب تو نصیحت کرے تو خفیہ کر نہ کھلم کھلا، یا اشاروں کنایوں میں کر نہ کہ صراحت کے ساتھ۔

سوائے اس کے کہ وہ اگر اشارے کو نہ سمجھ سکے تو پھر صراحت ضروری ہے۔ (رسائل ابن حزم)

اور مزید فرماتے ہیں: اگر تیری نصیحت میں خشونت ہوگی تو یہ تنغیر کا باعث بنے گی، اللہ تعالیٰ تو

فرماتے ہیں۔ فقولا له قولا لينا (طہ) اے موسیٰ و ہارون تم فرعون سے نرمی کے ساتھ بات کرنا۔ اور رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا:

يسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا

آسانی کرو مشکل نہ کرو، بشارت دو، تنغیر نہ کرو (متفق علیہ)

☆..... امام شوکانی فرماتے ہیں:

اگر امام یا امیر کی بعض مسائل میں غلطیاں نظر آئیں تو اسے نصیحت کی جائے اور لوگوں کے سامنے اس کی برائی نہ بیان کی جائے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر تنہائی (ون ٹون ملاقات) میں نصیحت کرو اور امیر کو ذلیل نہ کرو۔ (اسیل الجرار)

☆..... شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب فرماتے ہیں:

إذا صدر المنكر من أمير أو غيره أن ينصح برفق خفية ما يشرف عليه أحد فإن وافق، والا استلحق عليه رجلاً يقبل منه بخفية.

جب امیر یا کسی اور سے کوئی منکر صادر ہو جائے تو اسے نرمی اور ایسے خفیہ طریقے سے نصیحت کی جائے کہ کسی اور کو پتا نہ چلے، اگر تو مان لے تو ٹھیک ورنہ کسی دوسرے ذریعے اور شخص کے ذریعے خفیہ نصیحت کی جائے۔ (الدرر السنیہ)۔

☆..... شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ليس من منهج السلف التشهير بعيوب الولاة وذكر ذلك على المنابر، لان ذلك يفضي الى الانقلابات، وعدم السمع والطاعة في المعروف، ويفضي الى الخروج الذي يضر ولا ينفع، ولكن الطريقة المتبعة عند السلف النصيحة فيما بينهم وبين السلطان، والكتابة اليه، او الاتصال بالعلماء الذين يتصلون به حتى يوجه الى الخير وانكار المنكر يكون من دون ذكر الفاعل، فينكر الزنى وينكر الخمر وينكر الربا من دون ذكر من فعله، ويكفي انكار المعاصي والتحذير منها من غير ان فلانا يفعلها، لاحاكم ولا غير حاكم، ولما وقعت الفتنة في عهد عثمان، قال بعض الناس لاسامة بن زيد رضي الله عنه: ألا تنكر على عثمان، قال: أنكر على عند الناس لكن أنكر عليه بيني وبينه، ولا افتح باب شر على الناس، ولما فتحوا الشر في زمن عثمان رضي الله عنه وانكروا على عثمان جهرة تمت الفتنة القتال والفساد الذي لا يزال

الناس فى آثاره الى اليوم حتى حصلت الفتنة بين على ومعاوية وقتل عثمان وعلى
باسباب ذلك. وقتل جمع كثير من الصحابة وغيرهم باسباب الانكار العلنى وذكر
العيوب علنا، حتى أبغض الناس ولى امرهم وحتى قتلوه، نسأل الله العافية (نصيحة
الامة فى جواب عشرة أسئلة مهمة)

ہمارے اسلاف کا یہ طریقہ نہیں تھا کہ اولوالامر اور صاحب منصب لوگوں کے عیوب کی
منبروں (میڈیا) پر تشہیر کی جائے، کیونکہ یہ چیز لوگوں کو سمع و طاعت فی المعروف سے بھی دور کر دیتی
ہے، اور ایسی بغاوت پر ابھارتی ہے جس کا نقصان ہے فائدہ کوئی نہیں۔ ہمارے اسلاف سے اصل
طریقہ جو منقول ہے وہ تنہائی (ون ٹوون ملاقات کی شکل) میں نصیحت کرنا ہے، اور خط و کتابت کرنا ہے،
یا ان کے مقربین علماء وغیرہ کے ذریعے ان کو سمجھانے کی کوشش کرنا ہے۔ اور یہ اصلاح کی کوشش
ایسے کرنی چاہیے جس میں گناہ کا ذکر تو ہو لیکن فاعل کا ذکر نہ ہو۔ یہی وہ طریقہ تھا جس کی خلاف ورزی
کرنے کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ایسا فتنہ برپا ہوا جو حضرت عثمان، حضرت علی،
اور بے شمار صحابہ کرام کی شہادت کی وجہ بنا اور آج تک ختم نہیں ہو سکا۔ کیونکہ وہاں بھی کچھ لوگوں نے علی
الاعلان عیوب کو بیان کرنا شروع کر دیا تھا، جس سے لوگ متنفر ہوئے اور امیر المومنین کو قتل کرنے کے
لیے تیار ہو گئے۔

☆..... امام محمد بن صالح فرماتے ہیں:

النصح لولاء الأمور امر مهم وهو أهم من النصح لعامتهم ولكن كيف يكون ذلك.
لا بد من سلوك الحكمة فى النصيحة لهم. فمن النصيحة لأمرأ:
اولا: أن تعتقد وجوب طاعتهم فى غير معصية الله هذا من النصيحة لهم لأنك إذا
لم تعتقد ذلك فلن تطيعه. ومن الذى أوجبها الله عز وجل فى قوله تعالى:
يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله والرسول وأولى الأمر منكم. وفى قول النبى ﷺ

وأطيعوا وفي مبايعة الصحابة له على ذلك كما في حديث عبادة بن الصامت: بايعنا رسول الله ﷺ على السمع والطاعة في منشطنا ومكرهنا ويسرنا وعسرنا على أثره علينا.

ثانياً: أن نطيع أوامرهم الا في معصية الله. وان عصوا يعنى لو كانوا فساقاً يشربون الخمر. ويعاقرون النساء. ويلعبون القمار يجب علينا طاعتهم. حتى في هذه الحال وان عصوا. لكن ان أمروا بالمعصية. ولو كانت أدنى معصية. ولو لم تكن كبيرة. فانه لا يجب أن نطيعهم. ولكن هل نأبذ أو أن نقول لا نستطيع أن نفعل. ونقابلهم بهدؤ لعلهم يرجعون. يتعين لثاني. لأن منابذتهم قد تؤدي الى أن يركبوا رؤوسهم. وأن يلزموك ويكرهوك على الشيء. لكن اذا أتيت بهدؤ ونصيحة. وقلت: ربنا وربك الله. والله عزوجل نهى عن هذا. والذي أوجب علينا طاعتكم هو الله عزوجل. لكن في غير المعصية. وتهاذؤه. فإن اهتدى فهذا هو المطلوب. وإن لم يهتدى وأجبر فانت معذور لأنك مكره.

ثالثاً: إبداء خطأهم فيما خالفوا فيه الشرع بمعنى أن لا نسكت ولكن على وجه الحكمة والا خفاء ولهذا أمر النبي عليه الصلاة والسلام اذا رأى الانسان من الامير شيئاً أن يمسك بيده ذكر النصيحة أن تمسك بيده وأن تكلمه فيما بينك وبينه لأن تقوم في الناس وتنشر معاييه لان هذا يحصل به فتنة عظيمة السكوت عن الباطل لا شك أنه خطأ، لكن الكلام في الباطل الذي يؤدي الى ما هو أشد هذا خطأ ايضاً، فالطريق السليم الذي هو النصيحة وهو من دين الله عزوجل هو ان ياخذ الانسان بيده، ويكلمه سراً، ويكاتبه سراً، فان أمكن أن يوصله اياه فهذا المطلوب

والا فہناک قنوات، الانسان البصیر يعرف كيف یوصل هذا النصیحة الی الامیر بالطریق المعروف.

خامساً: احترامه الاحترام اللائق به، وليس احترام ولی الامر کاحترام عامة الناس، ربما یتیک فاسق من عامة الناس لا تبالی به، ولا تلتفت الیه، ولا تکلمه، ولكن ولی الامر علی خلاف ذلک، ولا سیما اذا کا امام الناس، لأنک اذا أظهرت أنک غیر مبالٍ به، فإن هذا ینقص من قدره أمام الناس، ونقصان قدر الامیر أمام الناس له سلبيات خطيرة جداً، ولا سیما اذا کثرت البلبلة وکثر الکلام فانه یؤدی الی مفسد عظیمه، وکما یتبین لمن کان منکم متأملاً احوال الناس الیوم. (خطبة مسجلة)

امراء کو نصیحت کرنا ایک مشکل ترین کام ہے، اور یہ عام لوگوں کو نصیحت کرنے کی نسبت زیادہ اہم بھی ہے، لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسے کیا جائے؟ لہذا یہ ضروری ہے کہ یہ کام حکمت و بصیرت سے کیا جائے۔ جس کے لیے مندرجہ ذیل امور نہایت ضروری ہیں:

☆.....:

یہ کہ امیر کی اطاعت فی المعروف واجب ہے، یہ ان کے لیے خیر خواہی ہے، کیونکہ جب آپ یہ بنیادی بات ہی نہیں سمجھیں گے تو اطاعت کیسے کریں گے۔ اور یہ اطاعت کس نے واجب کی ہے؟ اللہ عزوجل نے واجب کی ہے جیسا کہ فرمایا: اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور اولی الامر کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو اور اطاعت کرو۔ اور صحابہ کرام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیعت لی اس میں یہ بات شامل تھی، جیسا کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے: کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ سنیں گے، اور اطاعت کریں گے، تنگی میں بھی آسانی میں بھی، دل مانے یا نہ مانے اور تب بھی جب ہم پر کسی اور کو ترجیح دی جائے، اور امر اسے

جھگڑا نہیں کریں گے یہاں سوائے اس وقت کے جب ان سے کھلم کھلا کفر سرزد نہ ہو جائے۔

دوم ☆.....:

ہمیں امراء کی اطاعت فی المعروف کرنی چاہیے، اگرچہ ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے۔ یعنی اگر امراء فساق ہوں شراب پیتے ہوں، جو اکیلے ہوں تب بھی اطاعت فی المعروف واجب ہے۔ ہاں اگر وہ کسی معصیت کا حکم کریں تو پھر اطاعت نہیں، اگرچہ وہ معمولی سی معصیت کیوں نہ ہو۔

سوم ☆.....:

نصیحت ایسی ہونی چاہیے کہ اس میں لوگوں کو بغاوت پر نہ ابھارا گیا ہو۔ اور بغاوت پر ابھارنا صرف یہ نہیں ہوتا کہ لوگوں سے کہا جائے بغاوت کرو۔ بلکہ بغاوت پر ابھارنا یہ بھی ہے کہ امیر کی خوبیوں کو چھپایا جائے اور خامیوں کا چرچا کیا جائے۔ کیونکہ انسان بشر ہے، جب اس کے سامنے کسی کی خامیاں بیان کی جاتی ہیں اور خوبیاں چھپائی جاتی ہیں تو انسان کے دل میں اس آدمی سے بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ (اور یہی بغض بغاوت، سرکشی، عدم اطاعت اور اجتماعیت کو توڑ کر افتراق کا سبب بنتا ہے)۔

چہارم ☆.....:

نصیحت میں حکمت و بصیرت سے کام لینا چاہیے۔ یعنی امیر کو نصیحت کرتے ہوئے پہلے ان امور کی طرف متوجہ کرنا چاہیے جو شریعت (قرآن و سنت) ناکہ کسی انسان کے موقف کی خلاف ورزی میں آتے ہیں۔ اور اس میں بھی اخفاء سے کام لینا چاہیے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جب امیر یا صاحب منصب کو نصیحت کرنی ہو تو اس کا ہاتھ پکڑ کر تنہائی (ون ٹون ملاقات) میں سمجھائے، ناکہ لوگوں کے حجبے میں کھڑا ہو کر تشہیر کرے، کیونکہ اس سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ لہذا اسلامی والا راستہ یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا جائے، انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل و بصیرت سے

نوازا ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ تشہیر اور چرچے کے بغیر کون کون سے چینلوں کو استعمال کرتے ہوئے نصیحت کی جاسکتی ہے۔

☆.....:

امیر کو نصیحت کرتے ہوئے اس احترام کو ملحوظ رکھا جائے جس کا وہ حقدار ہے۔ امیر کا احترام عام لوگوں کے احترام کی طرح نہیں ہوتا۔ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ آپ کے پاس ایک عام فاسق آدمی آتا ہے آپ اس کی پرواہ بھی نہیں کرتے، نہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور نہ اس سے کلام کرتے ہیں۔ لیکن امیر کا معاملہ برعکس ہے، امیر کو لوگوں کے سامنے ذلیل کرنا اور اس کے عیوب کا (میڈیا) پر چرچا کرنا بہت نقصان دہ ہے اور کئی مفاسد کا پیش خیمہ ہے۔ (خطبہ مسجلتہ)

☆..... علامہ صالح الفوزان ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں:

سوال: نصیحت کرنے کا خاص طور پر حکام کو نصیحت کرنے کا اصل منہج کیا ہے؟ کیا ان کا افعال منکرہ کی تشہیر کرنی چاہیے؟ یا تنہائی میں سمجھانا چاہیے؟ امید ہے آپ اس مسئلے میں اصل منہج کی طرف رہنمائی فرمائیں گے۔

جواب: کوئی بھی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح معصوم نہیں ہے۔ مسلمانوں کے امیر اور حکام بشر اور خطا کار ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ معصومین نہیں ہیں۔ لیکن ہمارے لیے یہ جائز نہیں کہ ہم کھلم کھلا تشہیر کے انداز میں ان کی خطاؤں کا چرچا کرنے لگ جائیں اور ان کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیں، اگرچہ وہ ظلم و زیادتی بھی کریں، اگرچہ وہ معصیت کا ارتکاب بھی کریں، یہاں تک کہ جب وہ کفر بواح یعنی کھلم کھلا کفر کریں تو تب ہم اپنا ہاتھ کھینچ سکتے ہیں، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا۔ امراء اگر گناہ گار ہوں، ظلم و زیادتی کرنے والے ہوں تو بھی صبر ہی بہتر ہے اور یہی کلمے کو جمع رکھ سکتا ہے اور مسلمانوں کی وحدت کا پاسبان ہے۔ جبکہ ان کی کھلم کھلا مخالفت اور انکار میں

بڑے بڑے مفاسد ہیں۔ ان کے کسی منکر کا ارتکاب کرنے سے اتنا نقصان نہیں ہوتا جتنا نقصان تفرقے اور پھوٹ ڈالنے سے ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ شرک اور کفر کا ارتکاب کرنے لگ جائیں تو وہ علیحدہ بات ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان کے منکر پر خاموشی اختیار کی جائے بلکہ اس کا علاج کرنا چاہیے، لیکن وہ علاج سلامتی والے طریقے سے ہو، تنہائی اور خط و کتابت کی شکل وغیرہ میں ہو۔ اور پھر یہ خط و کتابت بھی ایسی نہیں ہونی چاہیے کہ آپ اسے (ان خطوط اور تحریروں کو) لوگوں کو دکھاتے پھریں، بلکہ یہ بھی خفیہ ہی ہونی چاہیے۔ جبکہ ایسی خط و کتابت یا تحریر و تصویر اور اس کی لوگوں میں تقسیم (پرنٹ کر کے یا میڈیا پر) یہ عمل جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ تشہیر ہے، اور یہ سرعام بات کرنے کی طرح ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ ویسے کی ہوئی بات ممکن ہے لوگ بھول جائیں لیکن خط اور تحریر (یعنی پر عہد مواد یا ریکارڈ شدہ ویڈیو، آڈیو) لوگوں کے پاس سالوں سال باقی رہے گی۔ لہذا یہ حق نہیں ہے۔ (الاجوبۃ المفیدۃ 27)

☆..... ایک اور سوال کے جواب میں الشیخ فوزان فرماتے ہیں:

بل تعالج ولكن تعالج بالطريقه السليمه بالمناصحة لهم سرا والكتابة لهم سرا
وليس بالكتابة التي تكتب بالانترنت او غيره ويوقع عليها جمع كثير وتوزع
على الناس فهذا لا يجوز لانه تشهير..... الخ

خط و کتاب خفیہ ہو، ایسی خط و کتاب نہ ہو کہ آپ انٹرنیٹ وغیرہ (سوشل میڈیا) پر اس کی تشہیر کرتے پھریں اور لوگوں میں شائع اور تقسیم کریں یہ جائز نہیں ہے۔ یہ لوگوں میں ویسے تقریر کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ ویسے کی ہوئی بات لوگوں کو کسی وقت بھول بھی جائے گی لیکن میڈیا پر شائع شدہ بات لوگوں کے پاس باقی رہے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ تو صحابہ نے پوچھا کس کے لیے تو فرمایا: اللہ کے لیے اس

کی کتاب کے لیے اس کے رسول کے لیے اور عام مسلمانوں اور ان کے حکام کے لیے۔ (مسلم) جبکہ ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تین چیزوں سے راضی ہوتا ہے۔ یہ کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے، اور یہ کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑا جائے، اور یہ کی اولوالامر کو نصیحت کی جائے۔

اولوالامر کو ایسے طریقے سے نصیحت کرنا کہ ان کی خطاؤں کی تشہیر ہو، اگرچہ اس نیت اچھی ہو لیکن یہ اصل منہج نہیں ہے، کیونکہ نبی عن المنکر کرنے کا طریقہ بھی ہمیں شریعت نے بتایا ہے، اور شریعت کے راستے سے ہٹ کر نبی عن المنکر کرنا خود ایک منکر ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خلاصہ کلام:

کسی بھی شخص کو چاہے وہ اولوالامر میں سے ہو یا عام شخص، نصیحت یا تبلیغ کرتے ہوئے، ان آداب اور تعلیمات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے جو ہمیں اللہ کی کتاب قرآن حکیم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، صحابہ کرام اور اسلاف کے منہج میں ہم تک پہنچیں ہیں۔

☆.....عقلاً بھی تقاضا یہی ہے کہ اگر آپ اپنے موقف میں مخلص ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اگلا شخص آپ کی بات کو قبول کرے تو اپنی بات منوانے کے لیے خلوص کے ساتھ ساتھ حکمت و بصیرت کا سہارا بھی لینا چاہیے، کیونکہ رازداری کے سمجھانے اور ساری پبلک میں شور شرابا کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہے، اس طرح کرنے سے ضد تو پیدا ہوتی ہے محبت نہیں۔

☆.....تبلیغ کی کوئی لمٹ نہیں ہے، حضرت نوح علیہ السلام نے 950 سال تبلیغ کی اور صرف ستر بہتر لوگوں نے قبول کیا لیکن وہ خود کامیاب ہو گئے۔ اصل کامیابی اپنی اخروی نجات ہے، فو کس اس پر ہونا چاہیے کہ میری کامیابی کیا ہے اور کیا نہیں ہے، ناکہ اس پر کہ میرا موقف میری سانس ختم ہونے سے پہلے غلبہ پا جائے۔ جب نظریہ یہ بن جاتا ہے کہ میرا موقف یا میرا نظریہ غالب کیوں نہیں آ رہا تو مایوسی چھا جاتی ہے، اور یہ وہ مرحلہ ہوتا ہے جب انسان سب سے زیادہ کمزور ہو جاتا ہے اور کمزوری کے اس لمحے میں نہ صرف شیاطین بلکہ انسان نما شیاطین بھی بڑی آسانی سے اسے شکار کر لیتے ہیں۔ اس لیے مایوسی کا شکار ہو کر کبھی بھی اپنے آپ کو اتنا کمزور نہیں کرنا چاہیے کہ کوئی بھی شخص آپ کی تکمیل پکڑ کر کبھی ادھر کرے اور کبھی اُدھر کرے۔

☆.....ایک فرد کا کام بس اتنا ہے کہ وہ اپنے حصے کا کام کرتا چلا جائے اور کرتا چلا جائے۔ نتیجے کا فورا ظاہر کرنا نہ کسی کے بس میں ہے اور نہ کسی کی ذمہ داری ہے۔ البتہ کام کرنے میں اخلاقی لحاظ سے کبھی بھی اس منہج کو ترک نہ کرے جو اسلام نے ہمیں دیا ہے۔

☆..... مروجہ سیاسی جماعتوں کے جھگڑوں کی طرح الزام تراشی، بہتان بازی، میڈیا ٹاک جسے ہر متعلقہ اور غیر متعلقہ سنے اور دیکھے، اور پھر اس میں بھی انہیں مروجہ سیاسی جماعتوں کے طریقہ کار کی طرح اپنے تئیں ثبوت لالا کر دکھانا اور پیش کرنا کسی بھی صورت دینی جماعتوں، اور ان کے کارکنان اور رفقاء کے شایان شان نہیں، کیونکہ یہ طریقہ مخالف فریق کا تو ہو سکتا ہے، دین کے مبلغ اور داعی کا نہیں۔

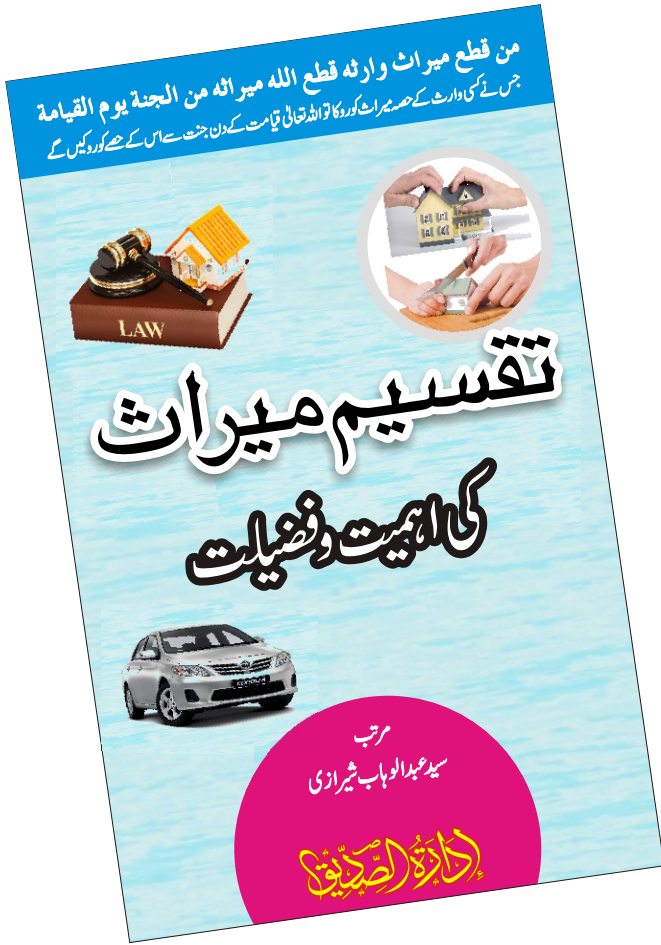
☆..... داعی کا مزاج خیر خواہانہ ہوتا ہے نہ کہ دوسرے کو نیچا دکھانے اور رسوا کرنے والا۔ جبکہ مروجہ سیاسی جماعتوں میں فریق مخالف کو نیچا دکھا کر ووٹ توڑنے کی کوشش کی جاتی ہے، اور چند ایک ووٹ توڑ کر اپنے ساتھ ملانے سے آگے ان کا اور کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ چنانچہ سیاسی جماعتوں میں دوسروں کے ووٹ توڑ کر اپنے ساتھ ملانے کی کوشش میں ہر جائز و ناجائز حربہ آزمایا جاتا ہے۔ جبکہ داعی کا معاملہ ایسا نہیں ہوتا، داعی کا ایک راستہ بند ہو تو وہ جواز کے دائرے میں رہتے ہوئے کوئی دوسرا راستہ تلاش کر لیتا ہے۔ ایک مورچہ چھوٹے تو دوسرے میں بیٹھ جاتا ہے۔

☆..... اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔ آمین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



نوٹ

الحمد للہ اس کتابچے کو پڑھ کر بہت سے لوگوں میں شرعی تقسیم میراث کا احساس پیدا ہوا اور انہوں نے میراث کو شرعی طریقہ سے تقسیم کیا۔ الحمد للہ اس کار خیر میں آپ بھی اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں، اس کتابچے کو زیادہ سے زیادہ شائع کروا کر تقسیم کریں، یا حسب توفیق اس کی اشاعت میں اپنا حصہ ڈالیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک

اس کو پہنچایا جائے 0321-5083475 - 0313-5683475



مساجد و مدارس اور اسکولوں میں پڑھنے والے بچوں کے لئے ایک خاص ترتیب پر تیار کیا جانے والا ایک بہترین دینی نصاب، جس میں ہر سبق کے ساتھ حاضری کی سہولت، طریقہ وضو اور نماز 4 کلر تصاویر کی مدد سے سمجھایا گیا ہے۔ نماز، کلمے، جنازہ، چالیس دعائیں، چالیس احادیث اور دیگر بنیادی اسلامی معلومات، ایک سال کے لئے نمازوں کی حاضری کا کیلنڈر۔ رنگین صفحات، دیدہ زیب ٹائٹل۔ ملک بھر کے کئی دینی اداروں اور اسکولوں کے نصاب میں باقاعدہ شامل ایک بہترین کتاب۔

0321-5083475 - 0313-5683475

